سونپ دیا تھا۔ حلاوہ نے زبیر کو اپنا دُودھ پلایا تھا اور اپنے بچوں کی طرح اس کی پرورش کی تھی۔ اسی لیے وہ زبیر سے اس قدر محبت کرتی تھی۔

ب: عبداللہ (خانہ زاد) نے زبیر کو پھانسی کے پھندے سے بچانے کے لیے کیا کیا جتن کیے؟

جواب: عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے شہر میں داخل ہونے والے ہر شخص سے حلف لیا کہ اسے زبیر کی پھانسی سے کوئی سروکار نہیں۔ قاضی یحییٰ نے سزا پر عملدرآمد کے لیے عبداللہ کو آمادہ کرنا چاہا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔

ج: زبیر نے کیا جرم کیا تھا جس کی پاداش میں اسے پھانسی کی سزا ملی؟

جواب: زبیر نے اپنے والد کے مہمان کو اس وجہ سے قتل کر دیا تھا کہ اس نے زبیر کی محبوبہ کو ورغلایا تھا۔ اس قتل کی پاداش میں زبیر کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی۔

د: زبیر کو پھانسی دینے کی خدمت کے لیے قرطبہ کا کوئی فرد بھی کیوں میسر نہیں آ رہا تھا؟

جواب: قرطبہ کے سب لوگ زبیر سے محبت کرتے اور اسے بے گناہ سمجھتے تھے۔ مجرم کو پھانسی دینے والا شخص غیر حاضر تھا۔ عبداللہ، ناظر عدالت کے اہلکاروں اور چوک میں جمع ہجوم نے بھی پھانسی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ زبیر کی محبت ہی اس انکار کی وجہ تھی۔

ہ: بالآخر زبیر کو پھانسی دینے کی خدمت کس نے سرانجام دی؟

جواب: زبیر کے باپ قاضی یحییٰ بن منصور نے اسے اپنے ہاتھوں سے پھانسی دی۔

و: پھانسی کی سزا پر عملدرآمد کے بعد قاضی (یحییٰ بن منصور) نے اپنے کمرے کا دروازہ کیوں مقفل کر لیا؟

جواب: انصاف کی سربلندی کے لیے قاضی یحییٰ نے اپنے نوجوان بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے پھانسی دے دی۔ اس نے فرض کی راہ میں اپنا حقیقی بیٹا قربان کر دیا لیکن بیٹے کی موت کے بعد پدری شفقت کا جذبہ غالب آیا اور شدید صدمے سے دوچار قاضی یحییٰ نے کمرے میں جا کر دروازہ مقفل کر لیا۔

2: درج ذیل محاورات کا مفہوم واضح کیجیے:

- کام تمام کرنا: ختم کرنا' انجام تک پہنچانا' غرناطہ میں کوئی بھی شخص زبیر کا کام تمام کرنے پر آمادہ نہ تھا۔
- دن تمام ہونا: شام کا آجانا' دن کا ختم ہونا' دن تمام ہوتے ہی ہم نے اپنے دوستوں سے جانے کی اجازت لی۔
- خون دوش پر ہونا: کسی کی موت کا ذمہ دار ہونا' جس معاشرے میں انصاف نہ ہو وہاں مظلوموں کا خون حکمرانوں کے دوش پر ہوتا ہے۔
- موت سے کھیلنا: خطرناک کام کرنا' ہماری بہادر فوج خطرات کے وقت موت سے کھیلنے سے گریز نہیں کرتی۔
- بت بنا کھڑا ہونا: بالکل بے حس و حرکت ہونا' اب بت بنے کھڑے ہو جیسے تمھیں اس واقعہ کا کوئی علم ہی نہیں۔
- سناٹا چھا جانا: خاموشی طاری ہونا' کرفیو کی وجہ سارے شہر پر بھیانک سناٹا چھا گیا تھا۔
- آستین چڑھانا: کسی کام کی تیاری کرنا' کم ظرف لوگ معمولی باتوں پر آستینیں چڑھا لیتے ہیں۔

ج۔ آج کے دِن اس کے **فتوے** کی تعمیل نہ ہو پائے گی۔ (فرمان، فتوے، گھپ)

د۔ ہجوم میں سے **گریہ وبکا** کا ایک دلدوز شور اُٹھتا ہے۔ (دیوانہ وار ہنسی، گریہ وبکا، چیخوں)

ہ۔ الٰہی! آج کا **آفتاب** یہ کیا دیکھ رہا ہے۔ (آفتاب، آسمان، زمانہ)

6: اِس ڈرامے کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

جواب: دیکھیے اس سبق کا خلاصہ

☆ سیاق وسباق کے حوالے سے اقتباسات کی تشریح

اقتباس 1: ''ارے دیکھو تو! ارے دیکھو تو! میرا بچہ ہاتھ چوم رہا ہے، میرا بچہ ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگا رہا ہے۔ اس شخص کے جو اسے سولی پر چڑھانے کو ہے۔ جلدی ارے جلدی میرے ربّ! اس کی رُوح کو جھٹ اپنے دامنِ رحمت میں لے لینا۔ اسے تڑپانا مت! اسے جلدی لے لے۔ اسے جلدی لے لے۔ ہا۔۔۔ میرے بچے اپنا دم دے۔ اس کے لیے اور نہ تڑپ۔ مرجا۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ نمبر 94)

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : قرطبہ کا قاضی

مصنف کا نام : سیّد امتیاز علی تاج

سیاق وسباق: ڈرامہ قرطبہ کا قاضی میں اسلامی نظامِ حکومت کا یہ روشن پہلو اُجاگر کیا گیا ہے کہ قانون کا نفاذ ہر شہری پر ہونا چاہیے اور کسی عہدے، رشتے، قرابت یا تعلق کی بنا پر کسی مجرم کو معافی نہیں ملنی چاہیے۔ قاضی یحیٰی بن منصور کے نوجوان بیٹے زبیر نے قتل کیا تو قاضی نے اسے سزائے موت سنائی۔ قرطبہ کے لوگ اس سزا پر عملدرآمد کے سخت خلاف تھے۔ قاضی کے گھریلو ملازم عبداللہ اور دیگر افراد نے زبیر کی زندگی بچانے کے لیے بہت کوششیں کیں۔ زبیر کی دایہ حلاوہ بھی قاضی یحیٰی سے رحم کی اپیلیں کرتی رہی۔ سزا پر عملدرآمد کے دِن موت کا ڈھنڈورا پیٹنے والا اور سولی پر لٹکانے والا دونوں کارندے غیر حاضر رہے۔ قاضی یحیٰی نے اپنے ملازم عبداللہ سمیت چوک میں جمع لوگوں کے ہجوم کو پھانسی پر عملدرآمد کے لیے اپنی خدمات پیش کرنے کی ترغیب دی لیکن کوئی بھی آمادہ نہ ہوا تو قاضی یحیٰی نے اپنے ہاتھوں سے اپنے فرزند کو سولی پر لٹکا کر انصاف کا نام اُونچا کر دیا۔

تشریح: قاضی یحیٰی بن منصور سولی پر لٹکانے والے کارندے کو غیر حاضر پا کر اپنے ملازم عبداللہ کو یہ کام کرنے پر آمادہ کرنا چاہتا ہے لیکن عبداللہ صاف انکار کر دیتا ہے۔ قاضی یحیٰی چوک میں موجود لوگوں کے ہجوم سے مخاطب ہو کر صورتِ حال کی وضاحت کرتا ہے۔ ناظر عدالت کے اہلکاروں سے سزائے موت پر عملدرآمد میں مدد چاہتا ہے، لیکن سب لوگ زبیر کی زندگی بچانے کے خواہش مند ہوتے ہیں اور قاضی یحیٰی کو صاف جواب دے دیتے ہیں۔ ان حالات میں قاضی یحیٰی ایک انتہائی مشکل فیصلہ کرتا ہے۔ وہ مجرم یعنی اپنے بیٹے کو سولی کے چبوترے پر لانے کا حکم دیتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے لختِ جگر کو سولی پر لٹکا دیتا ہے۔ یہ حیرت ناک منظر دیکھتے ہوئے۔ زبیر کی دایہ حلاوہ شدت جذبات میں کچھ مکالمے ادا کرتی ہے۔ زبیر سزا پانے سے قبل اپنے والد کے ہاتھ چومتا ہے تو

حلاوہ کہتی ہے۔ دیکھو میرا بچہ اس شخص کے ہاتھ چوم رہا ہے اور آنکھوں سے لگا رہا ہے۔ جو اسے سولی پر چڑھانے والا ہے۔ حلاوہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتی ہے کہ میرے ربّ، زبیر کی رُوح کو جلد اپنے دامنِ رحمت میں لے لینا۔ سولی پر لٹکنے کے عمل میں اسے زیادہ تکلیف نہ ہو، زیادہ تڑپنا نہ پڑے۔ اس کی جان جلد نکل جائے۔ حلاوہ زبیر کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے کہ میرے بچے اس شخص کے لیے مت تڑپ جو تیری موت کا باعث بنا ہے بلکہ خاموشی سے اپنی جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دے۔ حلاوہ کے یہ مکالمے ممتا کے جذبات کی خوبصورت عکاسی کرتے ہیں۔ اس کی شدید جذباتی گفتگو قاری کے دِل کو گداز بخشتی ہے۔

اقتباس 2: ''آج کے دِن صرف شہر میں وہی شخص داخل ہونے پائے گا، جو کلام پاک کی قسم کھائے گا کہ اسے نوجوان زبیر کی سزا سے کچھ سروکار نہ ہوگا۔ سمجھی، کوڑھ مغز! ہمارے آدمی تمام راستوں پر پھیل چکے، ایک ایک ناکے کو روک چکے، جس شخص نے قسم نہ کھائی کہ زبیر کا خون اس کے دوش پر نہ ہوگا، وہ اندر نہ گھسنے پائے گا اور یہی جواب قاضی کے حکم پر خود اس کو دیا جائے گا۔ وہ قانون کا غلام ہو یا سلطان کا۔ آج کے دِن اس کے فتوے کی تعمیل نہ ہونے پائے گی۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 85)

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : قرطبہ کا قاضی

مصنف کا نام : سیّد امتیاز علی تاج

سیاق و سباق: ڈرامہ قرطبہ کا قاضی میں قانون کی یکساں عملداری کے زریں اسلامی اصول کو موضوع بنایا گیا ہے۔ غرناطہ کے قاضی یحیٰی بن منصور قتل کے مقدمہ میں اپنے نوجوان بیٹے زبیر کو موت کی سزا سناتے ہیں۔ شہر بھر کے لوگ زبیر سے بہت محبت کرتے ہیں اور اس کی زندگی بچانا چاہتے ہیں۔ زبیر کی دایہ حلاوہ قاضی یحیٰی سے رحم کی درخواست کرتی ہے لیکن قاضی صاحب سزا پر عملدرآمد پر مصر رہتے ہیں۔ قاضی یحیٰی کا ملازم عبداللہ اور زبیر کے دیگر خیر خواہ سزا پر عملدرآمد ناممکن بنانے کے لیے یہ منصوبہ بندی کرتے ہیں کہ شہر کے داخلی راستوں پر اپنے لوگ پھیلا دیئے جائیں جو شہر میں صرف ان لوگوں کو داخل ہونے دیں جو زبیر کی سزا سے قطعی لاتعلقی کا حلف اُٹھائیں۔

تشریح: زبیر کی دایہ حلاوہ اس کی زندگی سے مایوس ہو چکی ہے اور قاضی یحیٰی کے ملازم عبداللہ سے گفتگو میں بار بار اس خدشے کا اظہار کرتی ہے کہ آج کا دِن زبیر کی زندگی کا آخری دِن ہوگا۔ عبداللہ اس کے برعکس خیال ظاہر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ زبیر زندہ رہے گا اور لمبی عمر پائے گا۔

حلاوہ قاضی یحیٰی کے ارادے کی پختگی اور قانون کی بالادستی پر اس کے ایمان کو بخوبی جانتی ہے اور غمزدہ لہجے میں زبیر کی زندگی کے خاتمے کا یقین ظاہر کرتی ہے جس پر عبداللہ غصے میں آ جاتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ زبیر کو بچانے کے لیے اس نے دیگر افراد سے مِل کر منصوبہ بندی کر لی ہے۔ آج شہر میں صرف وہی شخص داخل ہونے پائے گا جو قرآن پاک کی قسم اُٹھائے گا کہ اسے زبیر کی سزا سے کوئی مطلب نہیں۔ عبداللہ حلاوہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: اے بے وقوف عورت! ہمارے آدمی تمام راستوں پر پھیل چکے ہیں جو شخص حلف اُٹھانے